



سوال

(76) سونے کی زکوٰۃ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سونے کا صحیح نصاب کیا ہے؟ سننے میں آیا ہے کہ مرحوم عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے 120 روپیہ کا نصاب مقرر کیا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سونے کے نصاب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ اس کا نصاب 20 دینار یا 20 مثقال ہے باقی جو مرحوم عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے جو 120 روپیہ جتنے سونے کو نصاب ٹھہرایا ہے اس کی دلیل ہمیں نہیں مل سکی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ نصاب کس بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ ہمارے لکھے ہوئے نصاب پر یہ دلائل ہیں۔

(1): امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سنن کبریٰ میں یہ حدیث لائے ہیں:

((عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: «تواالی ریح العثور من کل اربعین درہم ودرہم ولس علیک شیء حتی یخون لک ما تادریہم وعل علیہ الخول فیما غس دلاہم ولس علیک شیء حتی یخون لک عشر دن وینار فاذا کانت لک وعل علیہ الخول فیما نصف دینار فاذا نجس ذالک قال ولاوری علی رضی اللہ عنہ یعقل بحساب ذالک أم رفقہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)) بیہقی: کتاب الزکوٰۃ باب نصاب الذب وقدر الواجب فیہ اذا مال علیہ الخول جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ ط: نشر السنہ۔

اس حدیث میں سونے اور چاندی پر زکوٰۃ کے نصاب کا بیان ہے۔ چاندی کے متعلق بعد میں عرض کیا جائے گا۔ سونے کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ سونا 20 دینار کے اندازے کو پہنچے (یا درکھنا چاہے کہ دینار اور مثقال ایک ہی بات ہے اس کا وزن بعد میں عرض رکھا جائے گا)۔ پھر جب 20 دینار ہوئے اور ان پر سال گزر گیا آدھا دینار ادا کرنا پڑے گا۔ اور 20 دینار سے جتنا بھی زیادہ ہوگا اس کا وہی حساب لگایا جائے گا یعنی چالیسواں حصہ اور راوی کا یہ کہنا کہ پتہ نہیں کہ ((نماز و نجس ذالک)) کے الفاظ حضور ﷺ کے ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

ان الفاظ سے کوئی خاص واسطہ نہیں ہے وہ الفاظ آپ ﷺ کے ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہیں مطلب کے سونے کا نصاب ثبات ہو گیا وہ ہے 20 دینار اس سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے، اگرچہ کم میں ایک یا آدھا ہی کیوں نہ ہو۔

نصب الراية میں حافظ زلیعی لکھتے ہیں کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح (مسلم شریف) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے۔

(2): اسی طرح حافظ ابو محمد بن حزم مشہور محدث ظاہری اپنی مشہور کتاب الملحی میں تحریر فرماتے ہیں اس حدیث کا راوی جریر ثقہ راوی ہے۔ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ



عنه سے جو در راوی عاصم بن ضمرہ و جارش بن عبداللہ ہیں ان سے مسند ذکر کیا ہے۔ چونکہ جریر ثقہ راوی ہے اس لیے اس کی حدیث کو مسند کر کے ذکر کرنا معتبر ہے، لہذا حدیث میں ارسال وغیرہ کی علت پیش نہیں کی جاسکتی اور حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔

لہذا یہ حدیث اس قابل نہیں ہے کہ اس کو ضعیف گردانا جائے۔ اسی طرح اس حدیث کو ترمذی نے بھی مرفوع ذکر کیا ہے جو کہ ابو عوانہ کے طرق سے ہے اور وہ ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے وہ عاصم بن ضمرہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

زیادہ سے زیادہ اس حدیث کی علت بیان کی جاسکتی ہے کہ اس کی سند میں ابو اسحاق ہے اور وہ مدلس راوی ہے اور اس حدیث میں عن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ "حدثنا یا سمعت" کے الفاظ نہیں کتا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ تدلیس کی وجہ سے سند میں ضعف ضعیف پیدا ہوتا ہے، نہ کہ سخت ضعف اور اتنا ہلکا ضعف کتنی ہی طریقوں سے دور ہو سکتا ہے۔ مثلاً اصول حدیث کے جلنے والوں کو خوب معلوم ہے کہ اگر کسی مرفوع حدیث کی سند میں ایسا خفیف ضعف ہے تو وہ دوسری حدیث اگرچہ وہ مرفوع نہیں موقوف ہو یعنی صحابی کا قول ہو تو اس سے وہ حدیث قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ہلکا ضعف رفع ہو جاتا ہے تو بعینہ اسی طرح اس مرفوع حدیث کی سند میں تدلیس کی وجہ سے ہلکا سا ضعف پیدا ہوا ہے۔ جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول موقوف نے جو کہ صحیح سند کے ساتھ ہے اس نے قوی کر دیا ہے۔

لہذا وہ ضعف سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جائے گی اور حسن لغیرہ حدیث بھی صحیح حدیث کی طرح قابل حجت ہے۔ (کمالا تنقیحی علی ماہر الاصول)

مگر اس صورت میں ایسی حسن لغیرہ حدیث جو کسی صحیح حدیث کی مخالفت ہو تو پھر وہ قابل نہیں ہوتی۔ لیکن اس مسئلہ میں دوسری کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جو اس کے مخالفت ہو اس لیے یہ حدیث امام نووی اور حافظ ابن حزم وغیرہما کے مطابق حسن ہے اور قابل حجت ہے۔

(3) : ابن ماجہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن ماجہ عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کرتا ہے کہ :

[حدثنا ابراہیم بن اسماعیل عن عبد اللہ بن واقد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن ابي عبد اللہ عن النبي صلى الله عليه وسلم كان يأخذ من كل عشرين دينارا نصف دينار ودينارا من الاربعين دينار ودينارا ((سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الورق والذهب رقم الحدیث ۱۷۹۱۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ 20 دینار میں سے نصف دینار اور چالیس دیناروں میں سے ایک دینار بطور زکوٰۃ لیتے تھے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سونے کا کم از کم نصاب 20 دینار ہے۔ اس لیے آپ نے 20 دینار میں سے آدھا دینار لیا ہے۔

اس حدیث کی سند میں باقی راوی تو صحیح ہیں لیکن ابراہیم بن اسماعیل ایک ایسا راوی ہے جن کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضعیف ہے۔ لیکن چونکہ اسی راوی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اشتہار کیا ہے۔ (باب بدء الخلق) میں پھر کہا جائے گا کہ یہ راوی اتنا ضعیف نہیں ہے بلکہ معمولی ضعف کا حامل ہے۔ ورنہ شدید ضعف کے حامل راوی کے ساتھ امام محدثین بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسا آدمی اشتہار ہرگز نہیں لیتا۔ بہر حال یہ ساری حدیثیں مل کر کافی قوت اور مضبوطی حاصل کر لیتی ہیں۔ حسن سے کم درجہ کی بالکل نہیں ہیں۔

لہذا یہ قابل حجت ہیں اور جو بات ان سے ثابت ہوتی ہے وہی محقق کا مسلک ہے جس سے معلوم ہوا سونے کا نصاب 20 دینار یا مشتال ہے اب دیکھتے ہیں مشتال کا وزن کیا ہے۔ مشتال کی تول ہے۔ ساڑھے چار ماشہ اس حساب سے 20 مشتال کا وزن ہوگا 90 ماشہ اور 90 ماشہ معنی ساڑھے سات تولے مطلب کہ جس آدمی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا ہوگا کسی بھی صورت میں بیٹے بنائے زبورات یا نالاص تو اس پر آدھا مشتال زکوٰۃ لگے گی یعنی سوا دوا ماشہ اگر نالاص ہے بنا بنا یا زبور نہیں ہے تو وہ دسے اگر زبورات وغیرہ بنے ہوئے ہیں تو حساب کر کے اس کی قیمت بطور زکوٰۃ ادا کرے گا جو موجودہ ہوگی اور اگر وہ سونا ساڑھے سات تولے سے اوپر ہے تو بھی اس کے مطابق حساب کر کے اس کی ادائیگی کرے گا۔ اور اس حساب سے جو لکھا گیا ہے وہ بالکل آسان اور قابل فہم ہے۔



مجلس البحث والدراسات
محدث فتویٰ

هدایا معذی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 404

محدث فتویٰ